مولانا حامد الحق حقانی*

آہ! ہمارے روحانی شیخ ومربی
حضرت مولانا سید رحیم اللہ باچا صاحبؒ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

واحسرتاہ! شیخ المشائخ ،قطب الاقطاب ،ولی کامل حضرت اقدس سیدی ومرشدی حضرت مولانا سید رحیم اللہ باچا صاحب داغ مفارقت دے کر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہم سے جدا ہوگئے۔اوراس فانی دنیا سے باقی دنیا کی طرف کوچ کر گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم باچا صاحب صحابہ کرام کی طرز زندگی کی جیتی جاگتی تصویر' تواضع وانکساری' محبت وخلوص' عاجزی وسادگی' للّٰہیت کا زبردست نمونہ تھے۔اکابر دیوبند تاریخ کی کتب میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ خطیب اسلام حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ دارالعلوم دیوبند تشریف لائے۔وہاں پر حاضرین نے اُن سے محدث العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے بارے میں گفتگو کرنے کیلئے کہا۔مولانا بخاریؒ صاحب نے حضرت شاہ صاحبؒ کے بارے میں صرف ایک جملہ کہا' جس میں شاہ صاحبؒ کی ساری شخصیت کا احاطہ کردیا۔وہ جملہ یہ تھا: ''صحابہ کرام کا قافلہ جارہا تھا' انور شاہ بچھڑ گئے'' آج کے دور میں یہ جملہ ہم صرف اور صرف حضرت باچا صاحب کے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ وہ قافلہ صحابہ کرام وقرنِ اول سے ایک بچھڑے ہوئے شخص تھے' جو ہم جیسے عاجزوں ،فقیروں' مسکینوں کو صحابہ کرام واولیاء کرام کی عاجزی وسادگی کا نمونہ پیش کرنے کیلئے رہ گئے تھے۔

جب سے راقم نے ہوش سنبھالا ہے اُسی وقت سے حضرت باچا صاحب سے تعلق وخاطر کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔راقم کے خیال میں پہلی مرتبہ بالمشافہ استفادہ کا سلسلہ اُس وقت شروع ہوا جب حضرت باچا صاحب دارالعلوم حقانیہ کے تعلیم القرآن حقانیہ ہائی سکول کے طلباء کو ناظرہ قرآن پڑھانے کیلئے روزانہ

---

* مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اضاخیل بالا سے آتے تھے۔راقم اس وقت سکول کے ابتدائی کلاس کے طالب علم ہونے کے ناطے حضرت باچا صاحب سے ناظرہ قرآن پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔

ایک مرتبہ دادا جان حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ کی معیت میں اضاخیل باچا صاحب کی دعوت پر جانا ہوا۔ جہاں پر انہوں نے مدرسہ کی زمین پر جامع مسجد کا سنگ بنیاد رکھنا تھا۔اس موقع پر سینکڑوں علماء' صلحاء کا مجمع لگا ہوا تھا' تو سب سے پہلے کم عمر ہونے کی حیثیت سے مجمع میں حضرت دادا جانؒ اور حضرت باچا صاحبؒ نے مجھے کھدائی کے لئے حکم فرمایا۔ پھر دوسرے نمبر پر حضرت دادا جانؒ نے مسجد کی بنیاد رکھی۔اور یوں باچا صاحب سے انس ومحبت کا یہ تعلق بڑھتا گیا جوتادم وفات قائم و دائم رہا۔

باچا صاحب ہمارے غمگسار اور مجھ ناچیز سے عشق کی حد تک محبت وشفقت کرنے والے،شریعت وطریقت میں میری رہبری و رہنمائی کرنے والے اور مصیبتوں ،تکالیف و بیماریوں میں صبر، اللہ کی یاد میں اولعزم رہنے کی تلقین کرنے والے صوفی ،جن کا دل سخاوت کے سمندر سے بھی بڑا تھا۔جن کی جیبیں اور دسترخوان لنگر و خانقاہ 'مدرسہ اور گھر چوبیس گھنٹے غریب و امیر کیلئے برابر کھلے اور بچھے رہتے ۔جن کے نرم و نازک نورانی ہاتھوں کے لمس سے ہرطرح کے جسمانی ،روحانی، ذہنی، معاشرتی امراض میں گرے ہوئے چھوٹے بڑے بوڑھے مرد و زن دل و دماغ یعنی اطمینان حاصل کرتے۔دھیما لہجہ، نرم رازداری کی گفتگو،سادہ لٹھے کے کپڑے اور واسکٹ ، سفید عمامہ، کھلا چاک گریباں، سفید بڑی میلی مائل چادر اوڑھے ہوئے گھنی، لمبی داڑھی ،سنجیدہ خاموش ،پُرتبسم پُرنور چہرہ، پُراعتادی سے مجلس میں کسی کو ہدایات دیتے تو اپنے قریب کرکے اُن کے کان میں گفتگو کا انداز بیان بھی دل سے نہیں نکلتا۔دائیں ہاتھ میں لمبا عصا ،ٹخنوں سے اوپر چڑھی ہوئی شلوار، دبلے پتلے نازک پاؤں، مسنون چمڑے کے سلے ہوئے سادہ کھسّے پہنے ہوئے ،نحیف جسم اور لمبے خوبصورت قد کے مالک پچھلے پندرہ سال سے آنکھوں کی بینائی بھی آپریشن سے کھو بیٹھے تھے، جس کی وجہ سے دونوں ہاتھوں سے شاگردوں اور مریدین ہروقت دائیں بائیں تھامے رہتے۔کبھی سر پر صرف سادہ کپڑے کی ٹوپی پہنے ہوئے علما طلباء' حفاظ' معتقدین ومریدین بیٹوں بھتیجوں' نواسوں' پوتوں اور محبین کے جھرمٹ میں خاموش یا ہروقت دعاگو، ذکرالٰہی میں مشغول' نمازوں ونوافل میں بیٹھے کھڑے تلاوت و واعظ اورنصیحت و دلجوئی یا کسی کی تیمارداری کی فکر میں مصروف طرز زندگی میں ان کے عجیب فنا فی اللہ شخصیت کے ہزاروں اوصاف دنیا کے سامنے آشکارا تھے۔

ان کی موت کی خبر انتہائی المناک تھی، ۲۸رفروری بروز جمعۃ المبارک کی صبح نماز کے بعد ان کا

انتقال پرملال ہوا۔ میں ان کے گاؤں پہنچ کر سب سے پہلے حضرت باچا صاحب کے چھوٹے بھائی اور موجودہ مہتمم حضرت مولانا سید نثار اللہ باچا صاحب' ان کے بڑے بیٹے سید احسان اللہ بادشاہ مقیم جرمنی'ان کے چھوٹے فرزند اور جانشین مولانا سید منیب اللہ حقانی اور مولانا عرفان اللہ اور بھتیجے مولانا سید انواراللہ باچا حقانی ودیگر خاندان سے مسجد میں تعزیت کی اور مشورہ دیا کہ حضرت باچا صاحبؒ کو انکے صدقہ جاریہ مدرسہ جامعہ اسلامیہ اضاخیل کی مسجد کے ساتھ ملحقہ اضافی ٹکڑے میں مدفون کیا جائے۔تو سارے صلحاء حضرات ان سے فیضیاب ہوسکیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس خاندان کے درجات بلند کرے'انہوں نے مجھ ناچیز کا مشورہ قبول کیا اور حضرت باچا صاحب کی قبر مدرسہ کیلئے وقف مقبرہ میں بنانا شروع کردی۔

جنازہ کا عجیب منظر تھا۔صوبہ اور علاقہ بھر کے لوگ ان کی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے وقت سے پہلے آن پہنچے۔مدرسہ کا احاطہ چھوٹا پڑ گیا' میں نے نماز جنازہ کے موقع پر اسٹیج پر خدمات سرانجام دیں اور تمام مشائخ و علماء کرام سے باری باری تقاریر کی درخواست کی اور چھوٹے باچا صاحب کی دستار بندی کا اعلان کیا۔اور حضرت باچا صاحب کے چھوٹے صاحبزادے مولانا منیب اللہ اور بھتیجے مولانا انواراللہ کی بھی چھوٹے باچا صاحب کے مدرسہ میں نائبین کی حیثیت سے دستار بندی علمائے کرام سے کرائی۔ جنازہ سے پہلے نماز عصر میں نے اپنے چچا شیخ الحدیث حضرت مولانا انوارالحق صاحب سے پڑھوائی۔ جبکہ نماز جنازہ ان کے صاحبزادے مولانا منیب اللہ کے پڑھوانے کا اعلان کیا۔

ہرآنکھ اشکبار تھی' جنازے کی چارپائی کے اردگرد شیخ الحدیث حضرت مولانا شیر علی شاہ مدنی دامت برکاتہم' حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی' حضرت مولانا مولانا انوار الحق صاحب' شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحلیم (دیر بابا جی) مدظلہ' مولانا مغفور اللہ صاحب' مولانا مفتی غلام قادر صاحب' برادر عزیز مولانا حافظ راشد الحق حقانی' مولانا عبدالقیوم حقانی'مولانا ارشد علی قریشی' برادر عزیز اسامہ سمیع' خزیمہ سمیع' برخوردارم عبدالحق ثانی' استاد مکرم مولانا عرفان الحق' مولانا لقمان الحق' مولانا سلمان الحق' مولانا بلال الحق حقانی' حافظ منظور احمد کے علاوہ علاقہ بھر کے سینکڑوں علمائے کرام' عمائدین سیاست وحکومت' باچا صاحب کے چاہنے والوں ہزاروں افراد جن کے اسمائے گرامی لکھنا مشکل ہے۔ان کے عقیدت مندوں کی تعداد کا اندازہ ان کے نماز جنازہ سے ظاہر ہوئی۔

☆ ☆ ☆